

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

انبارہ لمصطفیٰ بحال سترہ آجھی

علم نبی پر رسول ﷺ

معلوحت رام چرسد خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



DARGAH AALA HAZRAT
BARIELY SHARIF
548

پرودر لیبو پکس



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

انبارہ مصطفیٰ بحال سترہ اعلیٰ

۱۳۱۸ھ

علم نبی رسول ﷺ

مصنف: امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پروگریسیو بکس، بی اردو بازار لاہور

نام کتاب : _____ اِنْبَاءُ الْمُصْطَفَى بِجَالِ سِرِّهِ وَ اخْفَى
مصنف : _____ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب : _____ مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ
صفحات : _____ ۶۲

ناشر _____ میاں شہباز رسول
پرنٹرز _____ گنج شکر پرنٹرز لاہور
قیمت _____ ۱۸/- روپے

پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روح ایماں، مغز قرآن، جانِ دین
 بستِ حبِ رحمتہ للعالمین (اقبال)
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تحریک تجدید عشقِ رسول

امتِ مسلمہ کا مقدر یہ ہے کہ جب کبھی ضلالت و غوایت کی تاریک گھاٹی میں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں تو اللہ کی جانب سے ان تاریکیوں میں اجالے پھیلائے والے نفوسِ قدسیہ وارد ہوتے ہیں۔ یہ حضرات "مجدد" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (از ۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۰ھ) اسی سلسلے کے فرزند تھے۔

پیدائش کے وقت کے حالات

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ امتِ مسلمہ کے لئے ایسے وقت میں فرشتہ نجات بن کر ظاہر ہوئی جبکہ امتِ مسلمہ کا سفینہ بیچ منجد ہمارے ہچکولے کھار رہا

تھا۔ آپ کی خدمت کی وقعت و اہمیت اس وقت آشکار ہوگی جب اس ماحول پر نگاہ ڈالیں جس میں آپ نے کام کیا۔ صورت حال یہ تھی کہ انگریزوں نے سرزمین ہند میں قدم رکھتے ہی ایسی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیں جن کے ذریعے، وہ اس سرزمین پر اپنی سلطنت کو بقائے دوام دے سکے۔ اس نے مختلف سازشی جال بچھائے۔ اسے ہندوؤں کی خدیاں خطرہ نہ تھا۔ اسے ڈرتھا تو مسلمانوں سے وہ سمجھتا تھا کہ ان سب کو اگر تہ تیغ کیا جائے تو یہ دور از کار ہے اس لئے اس نے سوچا کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کی گردن پر افتراق کی تلوار چلاؤ، جو اس امت مسلمہ کو دو محبت میں ایک جسم کی طرح ہے، خود اپنی موت مرنے پر مجبور کر دے، یعنی خواہ ان کے جسم باقی رہ جائیں مگر ان میں سے روح نکل جائے اس لئے اس نے ایک طویل المیعاد خطرناک منصوبہ بنایا اور وہ منصوبہ یہ تھا کہ امت مسلمہ کے قلوب سے "عشق رسول" کے جذبے کو نکال دیا جائے۔ تو پھر یہ کھوکھلے صنوبری جسم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان میں جو دلولہ، جوش اور مانگ ہے عشق رسول ہی کی وجہ سے ہے۔ اس قوم کا بھرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

و ردل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے مازنام مصطفیٰ است (اقبال)

اگر اس قوم کو قومی موت ماننا ہے تو ضرور ہے کہ اس سے عشق رسول

کے جذبے کو چین لیا جائے۔

ماشعار مصطفیٰ از دست رفت

قوم را رمز بقا از دست رفت

لیکن عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بسیط چیز نہیں یہ ایک مسلسل نظام ہے، اس کا ایک جامع فلسفہ ہے اور اس کی بنیادیں گہری ہیں۔ یہ ایک نو بہار درخت ہے۔ اس کی جڑیں و در و در تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر اس کی بہاروں کو بوٹنا ہے تو اس کی جڑوں پر تیشہ زنی ضروری ہے۔ صحابہ، اہلبیت، تابعین، ائمہ، مجتہدین، علماء ربانیین اور اولیائے کاملین سے عشق و محبت یہ سب جڑیں ہیں اس شجر مقدسہ کی، پھر اس کی کچھ علامات ہیں، کچھ مظاہر ہیں۔ بزرگانِ دین اور ان سے متعلقہ چیزوں کی تعظیم کرنا، ان کے اقوال و افعال کی اتباع کرنا، سب اسی ایک محبت کے جلوے ہیں۔ انگریزوں نے سوچا جب تک اس پورے نظام کو یلیامیٹ نہ کیا جائے اس وقت تک کامیابی کی امید نہیں۔ انگریز سمجھتے تھے کہ ہم نے اگر مسلمانوں سے کہا کہ رسول تمہاری جیسا ایک آدمی تھا، تو کون سے گائے گا، اس لئے اس نے ان ہی میں سے چند لوگ تلاش کئے جو "ذیابٹ فی شیباب" کا مصداق تھے۔ یہ درست ہے امت مسلمہ کی اکثریت نہ تو کبھی غلط راہ چلی ہے اور نہ انشاء اللہ چلے گی لیکن چند لوگوں کا ضمیر فروش بن جانا ہر قوم کی بد قسمتی میں شامل ہے۔ سرزمین ہند پر بھی ایسے ہی لوگ تیار کئے گئے۔ اگر ان لوگوں کی سازشی تحریکات کا حال بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں، لیکن یہاں اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہمارے قارئین کو اپنے قدیم مطالعے کے سامنے کچھ بے چینی ہوگی لیکن تحقیق و جستجو کا دروازہ بند نہیں۔ یہ کوئی ہزار دو ہزار سال پرانی تاریخ نہیں، کہ اصلیت کا پتہ لگانا

مشکل ہو یہ ایک ڈیڑھ سو سال کی بات ہے، انگریزوں اور ان کے کارکنوں نے جس طرح اپنے ایجنٹوں کو متعارف کرایا ہے، اس کا لازمی نتیجہ امت مسلمہ کی بے خبری میں ہی ٹکلتا تھا۔

انگریزوں نے جو بڑے مجاہدین پتھری، جھوٹے پیغمبر، خارجی، دہری اور نہ معلوم کون کون سے ادارے قائم کر دیئے۔

ابن عبد الوہاب نجدی:۔ کون ہے جو ابن عبد الوہاب نجدی کے عقائد کو ناواقف ہو۔ انگریز نے اس کے عقائد کو مسلمانوں کے تباہ کرنے کے لئے بہت مفید سمجھا۔ اس کے عقائد کی فہرست بہت طویل ہے۔ درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں تو پتہ چلے گا کہ انگریزوں کے کتنے کام کی حیرت تھی:

اناثوی عامۃ مؤمنی ہذا النماں مشرکاً (کتاب التوحید)

ترجمہ:۔ بے شک ہم اس زمانے میں عام مومنین کو مشرک سمجھتے ہیں: پھر مشرک ہونے کی وجہ لکھی جاتی ہے:

تو کوئی نبی اور ان کے متبعین کی عبادت

فواحد یعبد التبی و متبعیہ

کرتا، جو کہ ان کو وہ اپنا سفاقتی ... اور ولی

حیث یعتقد ہم شفعاۃ و اولیاء

سمجھتا، اور یہ چیز مشرک کی بدترین قسم ہے۔

وہذا اقصی انواع الشوک (کتاب التوحید)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیاء کے متبعین کو

کو شفیع ماننا مشرک ہے، حالانکہ حدیث شریف صحیح و ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کہ میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت

قبول کی جائے گی، اور پھر دوسرے حضرات کی شفاعت کا بھی ذکر ہے:

آیت الکرسی میں بھی شفاعت کا اللہ کے نیک بندوں کے لئے، ثبوت ہے، رہا نبی اور نیک لوگوں کو خدا کا ولی ماننا تو یہ قرآن ہی صراحتاً ثابت ہے۔ انگریزوں کو مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کرنے کے لئے ایسی ہی کھٹاری درکار تھی۔ انگریزوں نے اس کو چلانے کے لئے ہندوستان میں کئی انجمنیں تلاش کئے، ایک صاحب نے یہ مشین اس طرح چلائی:

”جو مسلمان کسی نبی یا ولی کی سچی قبر کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے جائے وہ مشرک ہے، جو مسلمان کسی نبی، ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہ مشرک ہے؛ (تقویت الایمان، از اسمعیل دہلوی)

پھر اس مشین کو نہایت ہوشیاری، ہونہاری اور انگریزوں و وفاداری کے ساتھ ان حضرات نے چلایا جنہوں نے مذکورہ لوگوں کے عقائد کو اپنایا، اور ان کی تائید و تصدیق کی، چنانچہ ایک صاحب رقم طراز ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب کے مقیدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ (ابن عبدالوہاب) اور ان کے مقیدی (وہابی) اچھے ہیں (زمانی شریعہ ص ۱۰۰)

اب ان سب لوگوں نے مل کر مسلمانوں پر یورش کر دی۔ ان کا سب پہلا نشانہ بزرگان دین کی عقیدت تھی پھر سلسلہ بسلسلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی کو نہ چھوڑا۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کم کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی، رسول کو محض اپنے جیسا ایک انسان، ڈاکیہ اور خطا کار قرار دیا، علم غیب جو رسول کو اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اس کا انکار کیا اور

کہا کہ جو اللہ کے بتانے سے بھی رسول کے لئے علم غیب ماننے وہ مشرک ہے
 حالت نماز میں اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور آجائے گا، تو یہ گائے
 بیل کے تصور میں مستغرق ہونے سے بدتر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کا میلاد منانا اور روایات صحیحہ سے آپ کی ولادت باسعادت کا بیان کرنا
 کنعیا کا دن منانے کی طرح ہے۔ بزرگان دین کے ساتھ جو تمسخر کیا گیا ہے
 اس کو کوئی باغیرت مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ انبیاء اور اولیاء کو اللہ
 کے سامنے، چوڑھے چھارے سے زائد ذلیل بتایا گیا ہے حالانکہ اللہ نے
 قرآن میں صاف ارشاد فرمایا ہے:

قرآن میں صاف ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّا أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقُوا اللَّهَ (القرآن)

بیشک تم میں سب زائد محترم اللہ کے

نزدیک وہ ہے جو تم سب سے زائد پیرگار ہو۔

خدا نخواستہ اگر اس تحریک کا مقابلہ نہ ہوتا تو مسلمان قوم بے روح و جان ہوتی
 مگر مجد زمانہ حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام تر
 کوششیں عشقِ مصطفیٰ کے خواہیدہ جذبے کو مسلمانوں میں بیدار کرنے کیلئے صرف کر دیں
 عشقِ مصطفیٰ کی اہمیت

مختصر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

محبت اور واہمانہ عقیدت کا کیا مقام ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

(۱) النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین سے ان کی جانوں کی نسبت بھی زائد پیارے ہیں)

(۲) (القرآن)

(۳) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ کے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا
یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے
والد اس کی اولاد اور سب لوگوں سے
زائد محبوب نہ ہو جاؤں۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری)

(۲) حضرت عمرؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز
سے زائد محبوب ہیں سوائے میری جان کے، تو آپ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی ہرگز مومن نہیں
ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک
اس کی جان سے زائد محبوب نہ ہو جاؤں

لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت عمرؓ کے قلب میں محبت کی یہ منزل بھی انسانی او
آپ فرمانے لگے:

تم ہوا اس ذات کی جس نے آپ پر کتنا
مازل فانی اب تو آپ میرے نزدیک
میری اس جان سے بھی زائد عزیز ہیں، جو

وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ
لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي أَلْتَقَى
بَيْنَ جَدَّتِي فَقَالَ لَنْ يَأْمُرَ (بخاری)

میرے دونوں پہلوؤں میں ہی تو آپ نے فرمایا، اے عمر تمہارا ایمان مکمل ہوا۔

(۳) حضرت علیؓ اپنی اور دیگر صحابہ کی آپ سے محبت کا حال فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک
ہمارے مال و دولت، اولاد و اہل و عیال
ماؤں اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ أَمْوَالِنَا وَأَوْلَادِنَا
وَأَبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

علی الظباء (جو اہل بصرہ سے) (مواہب) پانی سے بھی زیادہ محبوب و پسندیدہ تھے۔

(۵) عورتوں کی آپ سے محبت :-

ایک عورت کے باپ بھائی اور شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے، لوگوں نے ان کو اطلاع دی تو وہ حضور کی خیریت دریافت کرنے لگیں، جب لوگوں نے آپ کی خیریت بتادی تو کہنے لگیں کہ مجھے آپ کی بارگاہ میں زیارت کو لے چلو، دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک دے کر عرض کرنے لگیں۔

کل مصیبت بعدد وجئل رابن الحق، آپ کے بعد ہر مصیبت صحیح ہے

(۶) زید بن دثنہ کی محبت :- آپ کو مشرکین مکہ نے گرفتار کر لیا تھا اور ذبح

کرنے کے لئے حدود حرم سے باہر نکال لائے تھے (ابوسفیان جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے) نے یہ غرض آزمائش آپ سے دریافت کیا، تم اس بات کو پسند کرو گے کہ ہم بجائے تمہارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گردن مار دیں اور تم اپنے اہل و عیال کے ساتھ مزے اڑاؤ؟ تو زید بولے :

بند ا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد
رصلی اللہ علیہ وسلم، جہاں تشریف
فرماہیں، وہاں ان کے پیر میں
کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے
گھر والوں میں بیٹھا رہوں۔

وَاللّٰهُ مَا أَحَبُّ أَنْ مُحَمَّدًا الْآن
فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تَصِيبَةٌ
شَوْكَةٌ وَإِنِّي لَجَالِسٌ فِي أَهْلِ
رَشَاءِ عِيَاضٍ

محبت کی علامت :- دعوائے محبت تو بہت آسان ہے مگر اس

کو ثابت کرنا بڑا مشکل کام ہے، اس کا سب سے بڑا ثبوت اطاعت محبوب ہے

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی :-

(۱) من احیا سنتی فقد اَحَبَّنِي
ومن اَحَبَّنِي كان معي في الجنة
(ترمذی)

جس نے میری سنت کو زندہ کیا
اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے
مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا

قرآن صاف ارشاد فرماتا ہے :

فَلَا وَرَتِبَكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
فِي مَا شَجَرِيبْتَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا
فِي الْفُهُمِ حَاجًّا مِمَّا قُضِيَتْ وَ
يُسَلِّمُوا سَلِيمًا ۝

پس نہیں، قسم ہے آپ کے رب کی
وہ مومن نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ وہ
آپ کو حکم نہ مان لیں۔ اپنے جھگڑوں
میں کچھ تنگی نہ پائیں آپ کے فیصلے سے
اپنے نفسوں میں اور بخوبی تسلیم کر لیں۔

سہل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من لم يرو ولا يتر رسول الله
صلى الله عليه وسلم في
جميع احواله ويرى نفسه
ملكه صلى الله تعالى عليه
وسلم لم يذق حلاوته
سنه :

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولایت اپنے تمام احوال میں
نہ دیکھی اور اپنے آپ کو آپ کی
ملک میں نہ جانا تو وہ آپ کی
سنت کی مٹھاس نہ چکے گا۔

صرف یہی نہیں بلکہ محبوب کی ہر چیز سے محبت ضروری ہے۔ علامہ
قطبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آپ کی محبت کی علامات میں سے
آپ کے دین، اولاد، اصحاب،
شہر اور ہر اس چیز کی محبت ہے
جو آپ سے منسوب ہو۔

ومن علامات محبتہ صلی اللہ
علیہ وسلم محبتہ دینہ والہ
واصحابہ وبلدہ و محبتہ
کل شیء ینسب الیہ :

اعلیٰ حضرت کی تحریک

اعلیٰ حضرت کی تحریک کا مقصد اسی جذبے کو بیدار کرنا تھا، آپ نے
ان لوگوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ جو مسلمانوں اور عشقِ مصطفیٰ رضی اللہ
علیہ وسلم، میں خلیج بنا چاہتے تھے۔ آپ کے قال اور آپ کے حال سے عشقِ مصطفیٰ
کے دھارے بہتے تھے۔ زبان و قلم سے عشقِ مصطفیٰ کے زمرے نکلتے
تھے۔ ثبوت میں آپ کی کوئی بھی کتاب ملاحظہ کر لیجئے، اس وقت چند
نوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ غلافِ کعبہ کا ایک ٹکڑا کسی مسجد
میں آویزاں ہے، لوگ اسے بوسہ دیتے ہیں اور اس پر بہت بھیر کرتے ہیں،
کیسا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا تاریخی
مقالہ "ابراہیم" ہے۔ اس کے چند اقتباسات ہی پڑھ لیجئے تو آپ کو
علوم ہو جائے گا کہ آپ کے قلم سے عشقِ مصطفیٰ کے کیسے سوتے پھوٹتے ہیں،
سرتاتے ہیں:

(۱) بوسۂ تعظیم شرعاً و عرفاً انخار اقسام، تعظیم سے ہے، اسی قبیل سے ہے، بوسۂ آستانہ کعبہ و بوسۂ مصحف و بوسۂ کنان و بوسۂ دست علماء و اولیاء و کل ذالک مصرح فی الکتب کالدر المنثور وغیرہ اب اس عبارت پر غور فرمائیے وہی رجحان عشق و ادب کا فرما نظر آتا ہے۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

(۲) خود احادیث کثیرہ میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دست و پائے اقدس حضور پر نور سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مہربانوں کو بوسہ دینا وارد ہے۔

صحابہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی کس قدر اہتمام سے لیتے ہیں اور یہ کچھ اسی عبارت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ نے اپنی تمام تصنیفات میں اس امر کا شدت سے التزام کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف نہایت پیارے القاب سے لیتے ہیں اور یہی حال دیگر بزرگان دین کے ساتھ ہے۔ اس معاملے میں آپ دیوبندی، وہابی اور ندوی علماء کی طرح نہ تو وقت کی بچت کا خیال کرتے ہیں، نہ کاغذ، قلم اور روایت میں نجل سے کام لیتے ہیں۔ یہی طریقہ ہمارے اسلامت کا رہا ہے۔ کیا کوئی کسی حدیث سے ثابت کر سکتا ہے کہ صلعم یا صلعم یا صلعم درود کو کوئی صیغہ ہے۔ کیا قدیم کتب میں یہ مہمل نشانات ہیں۔ یہ سب بدعتیں عشق رسول کو گھٹانے کے لئے ایجاد کی گئی ہیں اور اعلیٰ حضرت نے ان بدعات کا قلع و قمع کیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں :

(۳) جس شے کو معظم شرعی سے کسی طرح نسبت ہے، واجب التعظیم ہے، محدث محبت ہے، لہذا بلدہ طیبہ مدینہ مکینہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیتہ کے درو دیوار تبرکاً مس کرنا اور بوسہ دینا، اہل حب و ولا کا دستور اور کلمات آئمہ و علماء میں منظور ہے۔

پھر فرماتے ہیں :

شعر

أَمْرٌ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلِي

أَقْبَلُ ذَا الْجِدَارِ وَذَا الْجِدَارِ

وَمَا حَبَّ الدِّيَارِ شَفَعْنِ قَلْبِي

وَلَكِنْ حُبٌّ مِّنْ سَكَنِ الدِّيَارِ

میں لیلٰی کے شہر پر گزرتے ہوئے، کبھی تو اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو، یہ شہر کی نہیں، شہر والوں کی محبت ہے۔

اعلیٰ حضرت کے پورے کلام کا محور عشق رسول ہے۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلِ پاک کے

نقشے کے بارے میں فرماتے ہیں :

اس سے بھی ارفع و اعلیٰ و اوضح و اجلیٰ یہ ہے کہ طبقہ در طبقہ شرقاً و غرباً، عجماء عرباء، علمائے دین و آئمہ معتمدین نعل مطہر

دروضہ معطر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام
 کے نقشے کاغذوں پر بناتے ہیں کتابوں میں تحریر فرماتے
 ہیں اور انھیں بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے
 کا حکم فرماتے رہے ہیں!

پھر آپ متعدد علمائے دین کے اقوال و اشعار نقل فرماتے
 ہیں، ان میں ایک یہ ہے:-

لمن قد مسَّ شَکْلَ نَعَالِ طَه

جَزِيلِ الْخَيْرِ فِي يَوْمِ الْمَأْآبِ

وَفِي الدُّنْيَا يَكُونُ بِخَيْرِ عَيْشٍ

وَعَزِي فِي الْهِنَاءِ بِبَلَاءِ الرِّيَابِ

اس شخص کے لئے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے نقشہ نعل پاک کو مس کیا، روز قیامت

ثواب عظیم ملے گا اور بلاشبہ دنیا میں بہترین عظمت

خوش حالی کی زندگی گزارے گا۔

مولانا کے ہر کلام کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگ عشق رسول

کی دولت سے آشنا ہو جائیں۔ آپ کا منظوم کلام جس کا مجموعہ

حدائق بخشش ہے عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے۔ یوں تو بہت

لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کہی ہے لیکن بارگاہ

نبوت کی سمیوں کا جس درجہ خیال آپ نے رکھا ہے شاید ہی

کسی اور کے کلام میں ہو۔

آپ کے کسی شعر پر آج تک کسی نے اعتراض کی جرأت نہ کی
یہ درست ہے کہ عشق حدوں کو توڑ دیتا ہے مگر عشق مصطفیٰ حدود
کی پابندی سکھاتا ہے۔ جذبات مچلتے ہیں مگر حدود اللہ کو دیکھ کر
واپس لوٹتے ہیں۔

اسی قسم کی طوفانی کیفیت اعلیٰ حضرت کے اس
شعر میں ہے

ہے پیش نظر وہ نو بہارِ سجدے کو دل بے بیقرار

روکنے سر کو روکنے ہاں یہی امتحان ہے

یہی کیفیت عشقِ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے حاصل
کی۔ وہ فرماتے ہیں :

رشتہ آئینِ حق زنجیرِ پاست

پاس فرمانِ جنابِ مصطفیٰ است

ورنہ گردِ تریبتش گر ویدے

سجدہا بر خاک او پاشیدے !

یہ علیحدہ بات ہے کہ جو مضمون علامہ اقبال نے دو اشعار میں بیان
اعلیٰ حضرت نے وہ ایک ہی شعر میں بکمال حسن و خوبی سمویا ہے۔
ایک مقام پر فرماتے ہیں :-

حرم کی زمیں اور قدم رکھو کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے اوجانے والے

آپ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ دیار محبوب کے سامنے خاکساری کے
اظہار کی کوئی صورت باقی نہ رہی، نہیں نہیں! ایسا نہیں، اعلیٰ حضرت
اس سے آگے بڑھ کر کہتے ہیں:

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ
فریدالدین عطار کو عشق رسول کی دولت ملی تو فرمانے لگے
بہ عمر خویش مدح کس نہ گفتم
درے از بہر دنیا من نہ سفتم

عشق نبوی کا سودا ہی کچھ ایسا ہے کہ جس کے سہریں سما جائے تخت و
طاؤس کو اس کی نگاہ میں بے حقیقت کر دے۔ امام مالک کو جب یہ
نعمت ملی تو اقسا کو ٹھوکر مار کر کہنے لگے:

گفت مالک مصطفیٰ را چاکرم
نیست خبر سودائے ادا ندر سرم
تو ہی خواہی مرا آقا شوی
بندہ آزاد را مولا شوی
عشق می گوید کہ فرما تم پذیر
پادشاہاں را بخدمت ہم مگیر!

یہی دولت اعلیٰ حضرت کو ملی، جب انگریز لوگوں کو خرید رہے تھے اور لوگ انگریز بہادر کی تعریف میں قصیدے کہہ رہے تھے، تذکرہ الرشید حصہ اول ص ۹۷ میں ہے کہ :

” جیسا کہ آپ حضرات (مولوی رشید احمد اور مولوی قاسم نانوتوی) اپنی انگریز مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے، تازیسیت (زندگی بھر) خیر خواہ ہی ثابت رہے؛ لیکن اعلیٰ حضرت کا تعلق اس خاندان فضل حق خیر آبادی سے تھا جس نے جزیرہ انڈمان میں گھلا دینا پسند کیا مگر انگریزوں کی غلامی قبول نہ کی۔ آپ نے بھی ایسا ہی بے باکانہ نعرہ لگایا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا

میں گداہوں اپنے کریم کا مرادین پارہ ناں نہیں

یہ شعر اعلیٰ حضرت کے عقائد و نظریات کی پوری غمازی کرتا ہے۔ ان

کے یہاں دینی اقدار پر کسی قسم کی سودے بازی جائز نہیں۔

مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی، مولانا عبدالباری، مولانا نعیم الدین

مراد آبادی، جن کی مساعی جمیلہ سے پاکستان وجود میں آیا ان سب کے فکر و عمل

کے لئے عشق رسول کے جذبے کو اعلیٰ حضرت ہی سے حاصل کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شاعری میں بھی نبوت کی عظمتوں کا

پورا خیال رکھا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت اطہر پورٹی نے ایک نعت کہہ کر

آپ کی خدمت میں بھیجی۔ اس میں کھجور کے ان دو درختوں کو تشبیہ دی گئی

تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کے سامنے تھے۔ مطلع یہ تھا۔

کب ہیں درختِ روضہ والا کے سامنے
 مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے
 اعلیٰ حضرت یہ مطلع سن کر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اس شعر
 میں حضور کو لیلیٰ سے اور گنبد خضرا کو خیمہ لیلیٰ سے تشبیہ دینا درست نہیں پھر
 آپ نے اصلاح فرمائی :

کب ہیں درختِ روضہ والا کے سامنے
 قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلیٰ کے سامنے
 ایک جگہ آپ اپنے پاس ادب کا یوں ذکر فرماتے ہیں :

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ
 بے جا سے بے المنة لئلا محفوظ
 قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
 یعنی رہے احکامِ شریعت محفوظ

ان کی دعا یہ تھی :

یا الہی جب رضا خوابِ گراں سے سہاٹھائے
 دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

خلاصہ کلام، یہ کہ آپ نے مسلمانوں کو عشقِ رسول کی دولت سے
 مالا مال کر دیا۔ آپ کے مسلک کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا، رسول، صحابہ، تابعین
 تبع تابعین، علمائے ربانین، اولیائے کاملین سب ہی واجب الاحترام
 ہیں، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی بھی روا نہیں، دین کا مکمل نظام ان تمام

ہستیوں کی فرمودات پر قائم ہے۔ دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداخلت درست نہیں۔

آپ نے اپنی اس تحریک کو کوئی نیا نام نہیں دیا۔ آپ اپنے آپ کو سنی حنفی کہتے تھے، چونکہ آپ بریلی شریف میں رہتے تھے اس لئے ہر شہر کی نسبت کے قاعدے سے آپ کو بھی بریلوی کہا جانے لگا، ورنہ نہ یہ کوئی فرقہ اور نہ کوئی مسلک، نہ ہی آپ نے اپنے وصایا میں کہیں لکھا کہ میرے معتقدین کو بریلوی کہا جائے۔

آج جب مغربی سامراج دم توڑ رہا ہے اور مشرقی سامراج سراٹھا رہا ہے، پھر عشق رسول کی تمازت کو ختم کرنے کا پروگرام بن رہا ہے۔ پھر گاندھی کے مریدین پارہ تان کے عوض ناموس مصطفیٰ کا سودا کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کے پیغام کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو بیدار کیا جائے یہی ہماری عجا کا واحد راستہ ہے۔ فقط:

ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری

ایم۔ اے

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو ظاہر و باطن کے علوم سے مزین فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا تھا، دنیا کا بھی یہی دستور ہے کہ جب بادشاہ کسی علاقے میں اپنا نائب بھیجتا ہے تو اس کو امور مملکت سمجھا کر بھیجتا ہے اسی طرح اللہ نے جب روئے زمین پر اپنا پہلا خلیفہ بھیجا تو فرمایا:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
اور اللہ نے آدم کو تمام اسماء سکھا دیئے

آدم کی برتری ملائکہ پر اسی وجہ سے تھی۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جو فضل و کمال بھی اللہ نے اپنے کسی نبی کو عطا فرمایا وہ کمال اکمل طریقے پر حضرت خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ کو بھی عطا فرمایا تھا، بنی اللہ نے جتنے علوم و معارف اپنی مخلوق کو عطا کئے ان سب سے زائد حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اللہ نے آپ کو غیب و شہادت دونوں کا علم عطا فرمایا، اس کی تفصیل علیحضرت کے رسالے "انباء المصطفیٰ" میں ملاحظہ ہو۔

مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ

مسئلہ - از دہلی چاندنی چوک، موتی بازار مرسلہ بعض علمائے اہلسنت
۲۱ ربیع الاول شریعت ۱۳۱۸ھ۔

حضرات کرام اہل سنت کی فرمائے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید
دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا
فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا، حتیٰ کہ بذر الخلق سے لے کر
دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر
و شر بالتفصیل جانتے ہیں، اور جمیع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ
فرماتے ہیں، جس طرح اپنے کف دست مبارک کو اور اس دعویٰ کے
ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔

بکر، اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعویٰ
کرتا ہے، کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ

لے زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی مرحوم ہیں

کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا، دونوں طرح شمرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالح ہے اور کون بد مذہب جہمی ہے نیز عمر و کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ! حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۷۴ پر یوں لکھتا ہے کہ "شیطان کو" وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا اَصْلًا وَسَلَامًا وَبَارِكْ وَعَلَمًا
عَلِمَتَهُ الْغَيْبِ وَنَزَهْتَهُ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَعَلَى الْاِلهِ وَصَحْبِهِ
اَبَدًا رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَزَاتِ الشَّیْطٰنِ وَاَعُوْذُ
بِكَ رَبِّ اَنْ تَحْضُرُوْنِ ۝

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بیشک حضرت
عزت عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین

کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا، بلکوت السموات
والارض کاشا بد بنایا۔ روز اول سے روز آخر تک سب ما کان وما یکنون
انھیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم
حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کے کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً
بلکہ ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیروں میں جو
دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ اللہ حمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان
ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ وصحبہ اجمعین
و کرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزاروں ہزار
بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانتیں یا ان کا عطا کرنے
والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا الحمد للہ العلی الاعلیٰ۔

کتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل
کا بسط سانی اور بیان دانی ہے اور اگرچہ نہ ہو تو بجز اللہ قرآن عظیم خود شاہ عدل
و حکم فصل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً
وَبُشْرَىٰ لِّلْمُسْلِمِينَ ۝

قال اللہ تعالیٰ

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ

آماری ہم نے تم پر کتاب جو
ہر چیز کا روشن بیان ہے اور
مسلمانوں کیلئے ہدایت رحمت و بشارت

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی

جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہو
اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے

وَلَكِنْ تَصَدِّقَ الَّذِي بَيْنَ
يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ
وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

ہم نے کتاب میں کوئی شے
اٹھا نہیں رکھی۔

مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ
شَيْءٍ

اقول وباللہ التوفیق۔ جب فرقان مجید ہر شے کا بیان ہے اور بیان
بھی کیسا۔ روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا۔ مفصل، اور اہل سنت کے
مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں۔ تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات
اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ
بھی ہے، تا بالضرورت یہ بیانات محیط۔ اس کے مکتوبات بھی بالتفصیل
شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوح محفوظ میں
کیا کیا لکھا ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرًّا

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا
میں جمع فرمادی ہے۔

وَكُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ
مُّبِينٍ

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں

وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ

وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي

میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر

یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے

كِتَابٍ مُّبِينٍ

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیرت نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل

تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استتراق

میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص

و تاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث آحاد

اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں۔ — عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے

حضور مضمحل ہو جائے گی، بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن

اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی

سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ

ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ مَآكِنَ وَمَا يَكُونُ اِلَى

يَوْمِ الْقِيَامَةِ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سما

و ارض و عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ وَ لِلّٰهِ الْحِجَّةُ

السَّاطِعَةُ اور جبکہ یہ علم قرآن عظیم کے تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ہونے نے

دیا۔ اور پُر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا

تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

کی نسبت ارشاد ہو لَعَلَّ نَقْضُ عَدِيَّتِكَ يَا مَنَافِقِينَ کے باب میں فرمایا

جائے لَا تَعْلَمُهُمْ ہرگز ان آیات کے منافی اور علم مصطفویٰ کا

نافی نہیں۔

الحمد للہ جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے کو آیات قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انہیں دو فقروں میں ہو گیا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی۔ پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہو، تو استناد محض خرط الفتاد مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے، اور اگر بالفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع و نافع و نافی و قاطع سب کے لئے شافی و کافی۔ کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت اخبار آحاد سے استناد محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحات آئمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔

ۛ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث آحاد کا سنا جانا بالائے طاقت، یہ بزرگوں اور صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی

جائز نہیں نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔ اسی براہین قاطعہ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ
 أَنْ يُوَصَّلَ فِيهِ اِسْمُ عَلْمٍ غَيْبٍ كِي تَقْرِي لِيُوَيَكْتَفَى بِهِ؛

» عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں —
 بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد
 بھی یہاں مفید نہیں۔ لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل
 التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے؛

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا:

» اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے۔ نہ ظنیات
 صحاح کا؛

صفحہ ۸ پر ہے:

» آحاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے؛

مولوی رشید احمد گنگوہی از براہین قاطعہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ

تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فَاجْمَعُوا شُرَكَاءَ كُفْرٍ، چھوٹے
 بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالة، یا ایک حدیث متواتر یقینی
 الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو، کہ تمام نزول
 قرآنِ عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ما کان وما یكون سے فلاں امر
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
 كَيْدَ الْخَائِبِينَ. اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ
 کر سکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو۔
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں:

خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَاللَّهِ لَا أَدْرِي مَا

يُفْعَلُ بِي وَلَا بِيكُمْ. الحدیث۔ اور شیخ عبدالحق روایت

کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احادیث ہے، سلیم الخواس کو سند

لانی تھی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت و

حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور

قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم و احادیث صحیحہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں

اس کا نسخ موجود کہ جب آیت کریمہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ

لِيُقَرَّبَ إِلَيْكُم مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَأَنَّكُمْ تَعْلَمُونَ

واسطے سے سب اگلے پھیلے گناہ۔

مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَمَا تَأْخُرُ

صحاہ نے عرض کی:

یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو

خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے یہ تو

صاف بیان فرمایا کہ حضور کے

هَيَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ

بَيَّنَّ اللَّهُ لَكَ مَاذَا يُفْعَلُ

بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا؟

ساتھ کیا کرے گا۔ اب رہا یہ کہ ہمارے
ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری :
يَدْخُلُ الْمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ قَوْلِهِ
تَعَالَىٰ فَوْزًا عَظِيمًا

تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے
مردوں اور ایمان والی عورتوں کو
باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی
ہیں، ہمیشہ رہیں گے ان میں اور
مٹاویئے ان سے ان کے گناہ۔ اور
یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیرہ۔
ربا شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فسق ہے،
اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ الغریز کی طرف استناد
کیسی جرات و وقاہت ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا،
” ایں جا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ
نت آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ ام۔ نمی دانم
آں چه در پس این دیوار است جو ابش آنست کہ ایں سخن

لے اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ اس دیوار کے ربانی ص ۱۳۵ پر

اصول نہ وارد۔ وروایت بدلاں صحیح نشدہ است۔»

ایسا ہی لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ بِرَعْلٍ كَرِهْتُمْ لَكُمْ تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ بِرَعْلٍ كَرِهْتُمْ لَكُمْ سے رہو گے۔ ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سونہ ڈری آنکھ

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ لَا أَصْلَ لَهُ۔ یہ حکایت محض

بے اصل ہے۔ امام ابن حجر مکی نے افضل تقری میں فرمایا۔ لَمْ يُعْرَفْ

سَنَدُهُ۔ اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔

انسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بتانا، احادیث صحاح بھی نامعلوم

ٹھہرانا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل

حکایت سے سند لانا اور ملتج کاری کے لئے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو

صراحتہ فرما رہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد۔ آپ اس کے سوا کیا کہیے کہ

ایسوں کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب

فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے میں داخل کرائیں، تاکہ صحیحین بخاری و مسلم

کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں

کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں ع

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

(باقی حاشیہ ص ۱۴۴) پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل

اور یہ روایت صحیح نہیں۔

بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زدن نہیں، اگر یہاں کوئی دلیل ظنی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآنِ عظیم کے حضور منضم ہو جاتی، نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ اسنن و صحاح و مسانید و معاجم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :
 قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا
 يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ
 إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ الْأَحَدَاتِ
 بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ
 مَنْ نَسِيَهُ؛

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے
 ہو کر جب سے قیامت جو کچھ
 ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا
 کوئی چیز نہ چھوڑی۔ جسے یاد رہا
 یاد رہا، جو بھول گیا، بھول گیا۔

یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ، طبرانی میں کبیر میں حضرت
 مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت
 امیر المومنین، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا
 ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر

ابتدائے آفرینش سے لے کر
جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں
کے دوزخ جانے تک کا حال
ہم سے بیان فرمایا۔ یاد رکھا
جس نے یاد رکھا اور بھول گیا
جو بھول گیا۔

فَاخْبَرْنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ
حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ
مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ
مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ
مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ
نَسِيَهُ؛

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ہے:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر کے غروب آفتاب
تک خطبہ فرمایا، پھر عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا، فَاخْبَرْنَا
بِمَا هُوَ كَاتِبٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظَهُ؛ اس میں
سب کچھ ہم سے بیان فرمایا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔ ہم میں زیادہ علم
والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیراً کمہ حدیث میں باسانید عدیدہ
وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا
اس نے اپنا دستِ قدرت
میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے

فَرَأَيْتُهُ عَزَّوَجَلَّ وَوَضَعَ
كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ
بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيِي

فَتَجَلَىٰ لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ

میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی

اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن
ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مَّا نَلْتُ

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ صَحِيحٌ

یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام
بخاری سے اس کا حال پوچھا۔
فرمایا صحیح ہے۔

اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج

منامی کے بیان میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے
سب میرے علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے

نیچے فرماتے ہیں:

”پس دانستم ہرچہ در آسما نہا و ہرچہ در زمین ہا بود۔“

عبارت است از حصولِ عامۃ علوم جزوی و کلی و احاطۃ آن

امام احمد سند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو یعلیٰ و ابن منیع و طبرانی

حضرت ابو ذر و ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا
يُحَرِّكُ طَائِرٌ مَوْجِنًا حَيْثُ فِي
السَّمَاءِ إِلَّا ذَكَرْنَا مِنْهُ عِلْمًا

بنے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا
میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں
جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے
بیان نہ فرمایا ہو۔

نیم الریاض، شرح شفا رقا ضی عیاض و شرح زرقانی للمواہب

میں ہے :-

هَذَا تَمْثِيلٌ لِبَيَانِ كُلِّ
شَيْءٍ تَفْصِيلًا تَارَةً وَاجْمَالًا
آخِرًا

یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان
فرمادی، کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے :-

وَلَا شَكَّ إِنْ اللَّهُ تَعَالَى
قَدْ أَطْلَعَهُ عَلَى أَرْبَعٍ مِنْ
ذَلِكَ وَالْقَى عَلَيْهِ عِلْمُهُ
إِلَّا وَابْنِ وَالْآخِرِينَ

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس
سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پھلوں کا
علم حضور پر اتنا کیا، صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نصیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں :-

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا

بیشک میرے سامنے سے غزوجل نے

فَاَنَا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ
 كَمَا مِنْ فِيمَا إِلَى يُؤَدُّ الْقِيَامَةَ
 كَمَا نَمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفَى هَذَا
 تَجَلِيًّا مِنْ اللَّهِ جَلَّ لَهُ نَبِيَّهُ
 كَمَا جَلَّ لَهُ لِنَبِيِّنَ مِنْ قَبْلِهِ

دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو
 کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا
 ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے
 اپنی متعلیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روشنی
 کے سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی
 کے لئے روشن فرمائی جیسے محمد سے
 پہلے انبیاء کے لئے روشنی کی تھی۔
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس حدیث سے روشن ہو کہ جو کچھ سماوات و ارض میں ہے اور جو قیامت
 تک ہوگا، اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا
 اور حضرت عزت عزوجلہ، اس تمام ماکان و مایکون کو اپنے ان محبوبوں کے
 پیش نظر فرمایا۔ مثلاً مشرق سے مغرب تک سماک سے سمک تک، ارض
 سے فلک تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس
 وقت ہر جگہ موجود ہیں، ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ
 عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار۔ مگر معترض بیچارے جن کے
 یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیر کے پتے گن ویسے وہ آپ ہی ان
 حدیثوں کو شرک الکرہنا چاہیں اور جو آئمہ کرام و علمائے اعلام ان سے سند
 لائے، انہیں مقبول مسلم رکھتے آئے، جسے امام خاتم الحفاظ جلال الملئہ والدین

سیوطی مصنف خصائص کبریٰ و امام شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب
 مواہب لدنیہ و امام ابوالفضل شہاب ابن حجر مکی مثنوی شارح ہمزہ و
 علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب، نسیم الریاض شرح شفا
 قاضی عیاض و علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب وغیر ہم
 رحمہم اللہ تعالیٰ، انہیں مشرک کہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین
 صحیح مسلم و مستد امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ
 عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میری ساری امت اپنے سب
 اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے
 حضور پیش کی گئی۔

عَرَفْتُ عَلَىٰ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا
 حَسَنَهَا وَقَبِيحِهَا ۚ

طبرانی اور ضیاء مختارہ میں حدیف بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

گذشتہ رات مجھ پر میری امت
 اس حجرے کے پاس میرے سامنے
 پیش کی گئی۔ بیشک ان کے
 ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا
 ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے
 ساتھی کو پہچانے۔

عَرَفْتُ عَلَىٰ أُمَّتِي الْبَارِحَةَ
 لَدَىٰ هَذِهِ الْحُجْرَةِ هَتَّىٰ لَأَنَا
 أَعْرِفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مَنْ
 أَحَدِكُمْ بِصَاحِبِهِ ۚ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

امام اجل سیدی بو صیری قدس سرہ امام القرمی میں فرماتے ہیں:
 وَسِعَ الْعَالَمِينَ عِلْمًا وَحِكْمًا
 رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم
 تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر مکی، اس کی شرح افضل القرمی میں فرماتے ہیں:
 لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَطْلَعَهُ عَلَى
 الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ
 وَالْآخِرِينَ وَمَا كَانَ مَا يَكُونُ؛
 یہ اس لئے کہ بیشک عزوجل نے
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو
 تو سب اگلے پھلوں اور ما
 کان وما یكون کا علم حضور پرورد
 کو حاصل ہو گیا۔

امام جلیل اقدوۃ المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاد امام،
 حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح بہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض
 میں فرماتے ہیں:

أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ عَرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ
 مِنْ لَدُنْ أَهْلِ صَلَاةِ
 وَالسَّلَامِ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ
 فَعَرَفَهُمْ كُلَّهُمْ كَمَا عُلِمَ
 آدَمَ الْأَسْمَاءُ؛
 حضرت آدم علیہ السلام سے
 لے کر قیام قیامت تک کی
 تمام مخلوقات الہی حضور سید
 عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
 پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات
 گذشتہ اور آئندہ سب کو

پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے

علامہ عبدالرؤف منادی تیسری میں فرماتے ہیں:

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاوہ
سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی
ہیں ان کے لئے کوئی پردہ نہیں
رہتا ہے۔ وہ ہر چیز کو ایسا
دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے پاس
حاضر ہیں۔

التَّفَوُّسُ الْقُدْسِيَّةُ إِذَا
تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ
اتَّصَلَتْ بِالْمَلَأِءِ الْأَعْلَى
وَلَمْ يَبْقَ لَهَا حِجَابٌ فَتَرَى
وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمَشَاهِدِ۔

امام ابن الحاج کی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں

بیشک ہمارے علمائے کرام
رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی حالت حیات دنیوی اور اس
وقت کی حالت میں کچھ فرق
نہیں ہے اس بات میں کہ حضور
اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔
ان کے ہر حال ان کی ہر نیت
ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں

قَدْ قَالَ عُلَمَاءُ نَا رَحِمَهُمُ
اللَّهُ تَعَالَى لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ
وَحَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي مُشَاهَدَتِهِ
لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ
وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِهِمْ
وَأَخْوَابِهِمْ وَذَلِكَ جَلِيٌّ
عِنْدَهُ لِأَخْفَاءِ بِهِ ۚ

کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں
اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی روشن
ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی
پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانین کے۔ محمد رسول اللہ کی جناب ارفع
میں، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شیخ شیوخ علمائے ہند،
مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الکریم صد ارج شریفین فرماتے

ہیں :-
" ذکر کن اور درود بفرست بروئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔ و باش در حال ذکر گویا حاضر بہت پیش تو در حالت
حیات رمی بینی تو اور امتاد ب با جلال و تعظیم و ہیبت
و امید بدار کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بنید رمی
شنود کلام ترا زیر کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف
است بصفات اللہ و یکے از صفات الہی، أنت کہ انا
جلیس من ذکر لی۔"

لہ ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج۔ اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ، گویا تم ان کی
زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو (باقی ص ۳۵ پر)

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا دیکھنا ذکر کیا۔ گویا فرمایا۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہمیں بیان کیا، بدانکہ بڑھایا۔ تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ سمجھے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ :-

اعْبُدِ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ
فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَبِإِنَّهُ
يَرَاكَ ۖ
اللہ تعالیٰ کی عبادت کر گویا تو
اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے
نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے،
جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ وآلہ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں :

”ہر جہ درونیا است زمانِ آدم تا نغمہ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوالِ اورا از اول تا آخر معلوم گردید یارانِ خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر داد۔“

دبانی حاشیہ ص ۱۲۴) پورے ادب اور تعظیم سے رہو۔ ہیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیونکہ وہ صفات الہیہ سے مشصف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ، جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ ۱۲
۱۔ جو کچھ دنیا میں پہلے صورتوں کے پھونکنے جانے تک (باقی ص ۱۳۶ پر)

نیز فرماتے ہیں :-

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَوَسَّيْتُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا اسْت
 بہرہ چیز از شیونات و احکام الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار
 و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق ، فَوْقَ كُلِّ
 ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ عَلِيٌّ مِنْ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنْ
 اَتَمِّهَا وَاَكْمَلُهَا :

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں :-

فَاَضَعَ عَلِيٌّ مِنْ جَنَابِهِ الْمُقَدَّرِ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ كَيْفِيَّةُ الْعَبْدِ مِنْ
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کی بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس
 حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ

(ص ۱۳۵ کا باقی حاشیہ)

ان پر رسول اللہ علیہ وسلم ، منکشف کر دیا تاکہ انہیں اول سے آخر تک تمام
 احوال معلوم ہو جائیں۔ انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے
 بعض کی اطلاع دی۔

یہ وہو بكل شیء علیم، اور وہ رسول اللہ علیہ وسلم ، سب چیزوں کو جاننے والے
 ہیں، احوال، احکام الہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال اور آثار، تمام علوم
 ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیم کے
 مصداق ہیں۔

حَيْزُهُ إِلَى حَيْزِ الْقُدُسِ
فَيَجْعَلُ لَهُ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا
أَخْبَرَ عَنْ هَذَا الشَّهَدِ فِي
قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ الْمُنَارِحِيِّ.

اپنے مقام سے مقام مقدس
تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر
ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے اس مقام سے معراج
خواب کے نقشے میں خبر دی۔

قرآن و حدیث و اقوالِ ائمہ قدیم حدیث سے اس مطلب پر دلائل
بے شمار ہیں اور خدا انصاف دے تو یہی اقل قلیل کہ مذکور ہونے بسیار
ہونے۔ غرض شمس و امس کی طرح کی روشن ہوا کہ عقیدہ مذکورہ زید
کو معاذ اللہ کفر و شرک کہنا خود قرآن عظیم پر قہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ
صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور بہ کثرت ائمہ دین و اکابر علمائے عالمین،
واعاظم اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک کہ شاہ
ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی عیاذاً باللہ کافر و مشرک بنانا اور
بحکم طواہر احادیث صحیحہ و روایات معتدہ فقہیہ خود کافر و مشرک بننا ہے
اس کے متعلق احادیث و روایات و اقوالِ ائمہ و ترجیحات و تصریحات
نقیحہ کے رسالہ النہی الاکید عن الصلوٰۃ و سماع اعداء
التقلید و رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات
ابی الوہابیۃ وغیرہا میں ملاحظہ کیجئے۔

افسوس کہ ان مشرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوچتا کہ علم

الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث وہ
 نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا،
 وہ ممتنع التیغیر یہ ممکن التبدل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ
 ہوگا، مگر کسی مجنوں کو بصیرت کے اندھے اس علم ماکان و مایکون بمعنی
 مذکورہ ثابت جاننے کو معاذ اللہ! علم الہی سے مساوات مان لیتا سمجھتے ہیں
 حالانکہ العظمتہ للہ علم الہی تو علم الہی جس میں غیر متناہی علوم تفصیلی فراوانی
 بالفعل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے
 طور پر غیر متناہی کا مکعب کہئے بالفعل وبالذوام ازلاً ابداً موجود ہیں، یہ شرق
 تا غرب و مساوات و ارض و عرش تا فرش و ما کان و ما یکون من اول
 یوم الی آخر الایام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا
 و بالجملہ جلد مکتوبات لوح و مکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے یہ تو ان کے طفیل سے ان کے
 بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ وامل السلام بلکہ ان کی
 عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعظم اولیائے عظام قدست اسرار ہم کو
 ملا، اور ملتا ہے۔ ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بخار و خار ناپیدا کنار ہیں جن پر ان کی
 فضیلت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔ اللہ عزوجل کی بیشمار رحمتیں

ف۔ تمام ماکان و مایکون کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے۔ یہ تو ان کی عطا سے
 ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے۔

امام اجل محمد بوسیری شرف الحق والدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ النَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یا رسول اللہ دنیا اور آخرت، دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم بن میں مآکان وما یکنون، مندرج ہے۔ حضور کے علوم سے ایک حصہ صلی اللہ تعالیٰ علیک و سلم و علیٰ آلک وصحبک و بارک و سلم۔

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری بندہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں:

تَوْضِيحُهُ إِنَّ الْمُرَادَ بِعِلْمِ
النَّوْحِ مَا اثْبَتَ فِيهِ مِنَ النُّقُوشِ
الْقَدِيمِيَّةِ وَالصُّوَرِ الْعَلِيَّةِ
وَبِعِلْمِ الْقَلَمِ مَا اثْبَتَ فِيهِ
كَمَا شَاءَ وَالْإِضَافَةُ لِأَدْنَى
مَلَائِكَةٍ وَكُونَ جِلْبَاهَا مِنْ
عُلُومِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّ عُلُومَهُ تَتَوَّعَّعُ
إِلَى الْكَلِمَاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ
وَحَقَائِقِ وَمَعَارِفِ وَعَوَارِفِ

یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علوم سے مراد نقوش قدس و صور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عزوجل نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھے، ان دونوں کی طرف علم کی اضافت اولیٰ علاقے یعنی محلّیت نقش و اثبات کے باعث ہے اور ان دونوں میں جس قدر معلوم ثابت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ

تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَالصِّفَاتِ
وَعَلْمُهُمَا إِنَّمَا يَكُونُ سَطْرًا
مِنْ سَطُورٍ عَلَيْهِ وَنَهْدًا
مِنْ بَحُورٍ عَلَيْهِ ثُمَّ مَعَ هَذَا
هُوَ مِنْ بَرَكَتِهِ وَوُجُودِهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ
ہونا۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام
کے ہیں، علوم کلیہ، علوم جزویہ، علوم حقائق
اشیاء و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم
اور معرفتیں کہ ذات و صفات حضرت
عزت جل جلالہ سے متعلق ہیں اور
روح و قلم کے جملہ علوم علوم محدثہ کی
سطروں سے ایک سطر، اور ان کے

دریاؤں سے ایک نہر ہیں پھر یہاں
ہم وہ حضور ہی کی برکت وجود سے
تو ہیں، کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ
روح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم،
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ بارک وسلم

منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے
روز اول سے قیامت تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیلی لانا جاتا ہے
لیکن بھلا اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان و مایکون علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک
نہر قرار پاتا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَخَسِرْنَا
لِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَ
هُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَقِيلَ بَعْدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

نصوصِ حصر | یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم
غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے۔ مولیٰ عزوجل کے سوا
کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بجدہ اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان میں مگر
منکر تکبر کا اپنے دعوائے باطلہ پران سے استدلال اور اس کی بنا پر
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مآکان و مآیکون بمعنی مذکور
ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنون و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر
و ضلال ہے۔

علم بہ اعتبار نشاد و قسم کا ہے، ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر
ہو، اور عطائی کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو اور بہ اعتبار متعلق بھی دو قسم ہے۔ علم
مطلق یعنی محیط حقیقی، تفصیلی فعلی فروانی کہ جمیع معلومات الہیہ عزوجل کو
جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی
باز داخل۔ اور خود کہ ذات الہی و احاطہ تام صفات الہیہ نامتناہی سب کو
شامل فرداً فرداً تفصیلاً۔ مستغرق ہو اور مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط
باحاطہ حقیقیہ نہ ہو۔ ان تقیسات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ
اللہ عزوجل کے لئے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول
کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ علم ما کان و ما یكون، بمعنی مسطور اگرچہ
کیسا ہی تفصیلی بروجہ اتم و اکمل ہو، علوم محمدیہ کی وسعتِ عظیمہ کو نہیں پہنچتا
پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ ہیں، جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مطلق
علم ہرگز حضرت حق عز و علا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے
ساتھ خاص ہے۔ مولیٰ عز و جل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے تو، نصوص
حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے نہ کہ قسم اخیر اور بداہتہ
ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ما کان و ما یكون بمعنی مزبور بلکہ اس
سے ہزار در ہزار ازید و افزوں علم بھی کہ بہ عطائے الہی مانا جائے، اسی قسم
اخیر سے ہوگا، تو نصوص حصر کو دعائے مخالف سے اصلاً مس نہیں بلکہ
وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں واللہ الحمد۔ یہ معنی بانکہ خود بدیہی و واضح
ہے۔ آئمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابو ذکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اپنے فتاویٰ پیرامام ابن
حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں :

یعنی، آیت میں غیر خدا سے نفی علم
غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی
ذات سے بے کسی کے بتائے جانا
اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ
کو محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے
سوا کسی کو نہیں۔ رہے انبیاء

لَا یَعْلَمُ ذَالِکَ
اِسْتِقْلَالًا وَّ عَلِمًا حَاطَةً
بِکُلِّ الْمَعْلُومَاتِ اِلَّا اللّٰهُ
تَعَالٰی اَمَّا الْمُعْجَزَاتُ وَ
اَلْکَرَامَاتُ فَبَاعِلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی
لَهُمْ عَلِمَتْ وَ کَانَ مَا

عُلْمٌ بِاجْرَاءِ الْعَادَةِ ۞

کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں یہاں
تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انھیں علم
ہوا ہے، یوں ہی وہ باتیں کہ عادت
کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے،

مخالفین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہو
گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلال کے
خود اقراری کفر و ضلال کا تمغہ ہے، نیز انھیں میں روشن کیا کہ خلق کے لئے
ادعائے علم غیب پر فقہاء کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت
علم ذاتی اور درجہ اخراستے طرز فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص
ہے، جیسا کہ حقیقین کے کلام میں منصوص ہے۔

بکر پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نسبت دیکھ نہیں جانتے، کالفظ ناپاک ہے، وہ بھی کلمہ کفر و
ضلال بیباک ہے۔ بکر نے جس عقیدے کو کفر و شرک کہا اور اس
کے رد میں یہ کلام بد فرجام بکا، خود اسی میں تصریح ہے، کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے لاجرم
بکر کی یہ نفی مطلق شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الالسن
کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ

ف . اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

یوں اور خواہ یوں، دونوں صورت پر حکمِ شرک دیا ہے۔ اب اس لفظ
 قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تاثر ہو سکتا ہے۔ قرآنِ عظیم کی روشن
 آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوتِ تمام انبیاء کا انکار، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی تنقیص مکان بلکہ رب العزّة جلّالہ کی توہینِ شان۔ ایک دو کفر ہوں
 تو گنے جائیں، وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

یوں ہی اس کا قول کہ، اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا، صریح
 کلمہ کفر و خسار اور بشارتِ قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔
 آیہ کریمہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَعَ حَدِيثِ صَحِيحِينَ بخاری و مسلم۔

بعض اور سینے، قال اللہ تعالیٰ

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ
 اے نبی! بیشک آخرت تمہارے
 لئے دنیا سے بہتر ہے

وقال اللہ تعالیٰ :

وَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
 فَتَرْضَىٰ
 بیشک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں
 اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

وقال اللہ تعالیٰ :

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ
 آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ
 يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
 جس دن اللہ رسوا نہ کرے
 گا نبی اور ان کے صحابہ
 کو ان کا نور ان کے آگے

اور دامنے جولان کرے گا

قریب سے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف
کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و
آخرین سب تمہاری حمد کریں گے

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے
اپنی مشیت سے تمہارے لئے
اس خزانہ و باغ سے جس کی طلب
یہ کافر کر رہے ہیں، بہتر خرید کر دیں
جہنم جن کے نیچے نہریں رواں
اور وہ تمہیں بہشت بریں کے
اونچے اونچے محل بخشے گا۔

وقال اللہ تعالیٰ:

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّخْمُودًا

وقال اللہ تعالیٰ:

تَبَارَكَ الَّذِي أَنشَأَ جَبَلًا
لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَاكَ جَنَاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وَيَجْعَلُ لَكَ قَصْرًا ۗ عَلَيْهِ
قِرَاطُ الرَّفَعِ قِرَاطُ بَنِي كَثِيرٍ
وَإِبْنُ عَامِرٍ وَرِوَايَةُ أَبِي بَكْرٍ
عَنْ عَاصِمٍ:

إِلَىٰ غَيْرِ ذَٰلِكَ مِنَ الْآيَاتِ.

اور احادیث کرمیہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص وقت وفات مبارک و بروزِ مطہر
و شہر منور و شفاعت و کوثر و خلافتِ عظمیٰ و سیادتِ کبریٰ و دخول

۱۲ وہ دوڑے گا

در رویت وغیر با وارد ہیں، انہیں جمع کیجئے تو ایک وقت طویل ہوتا ہے۔
یہاں صرف ایک حدیث تبرکاً سن لیجئے۔

جامع ترمذی شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا
إِذَا بُعِثُوا وَإِنَّا خَطِيبُهُمْ
إِذَا أُوفِدُوا وَإِنَّا خَطِيبُهُمْ
إِذَا انْصَبُوا وَإِنَّا مُسْتَفْعِمُهُمْ
إِذَا حُبِسُوا وَإِنَّا مُبَشِّرُهُمْ
إِذَا يُسْأَلُ الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِيحُ
يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَإِنَّا الْكِرْمُ
وَلَدِ الْأَدَمِ عَلَى رَبِّي يُطَوَّفُ
عَلَى أَلْفِ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ
بِيضٌ مَكْنُونٌ أَوْ لَوْلُو
مَنْشُورٌ

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے
پہلے میں مزار اطہر سے باہر تشریف
لاؤں گا اور جب وہ سب دم بخود
رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا
اور جب وہ روکے جائیں گے تو
ان کا شفاعت خواہ میں ہوں گا اور
جب وہ ناامید ہو جائیں گے تو
ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا
عزت دینا، اور تمام کنجیاں اس
دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ لواء الحمد اس دن
میرے ہاتھ میں ہوگا۔ بارگاہِ عزت میں
میری عزت تمام اولاد آدم سے زائد
ہے۔ ہزار خدمت گار میرے ارد گرد
گویا وہ گردوغبار سی پاکیزہ انڈے ہیں
محموظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی

ہیں بکھیرے ہوئے۔

بالجملہ بکر پر مکر کے گم راہ و بددین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں۔ اور اگر
بکھڑ نہ ہوتا تو صرف اتنا ہی کہ تقویۃ الایمان پر جو حقیقتاً تقویۃ الایمان
ہے، اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت نہ رکھنے کو بس تھا،
یسیا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ وغیرہ کے مطالعے سے ظاہر ہے

إِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيلَ قَوْمٍ
سَيَهْدِيهِمْ طَرِيقَ الْهَالِكِينَ

والعیاذ باللہ تعالیٰ

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکان
ما یوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کہے، اس کا جواب اس کفرستان
مندیں کیا ہو سکتا ہے انشاء اللہ القہار روز جزا وہ ناپاک ناہنجار
پنے کیفر کفری گنہگار کو پہنچے گا وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ
نَقَلِبُونَ وہ یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

الَّذِينَ يُؤْفَكُونَ رَسُولَ اللَّهِ
اور جو لوگ رسول اللہ کو ایداریتے

لے جب کو کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر

ڈال دے گا۔ ۱۲۰

ہیں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔
جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول کو اللہ نے
ان پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور
آخرت میں اور ان کے لئے تیار
کر رکھی ہے، دولت والی مار۔

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

شفائے امام اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب خجابتی

یعنی، جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو
عیب لگائے اور یہ گالی دینے
سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی
نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ
ہے، اس نے ضرور حضور کو عیب
لگایا۔ حضور کی توہین کی۔ اگرچہ
گالی نہ دی۔ یہ سب گالی دینے
والے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور
گالی دینے والے کے حکم میں کوئی

بہ نسبت الریاض میں ہے:
جَمِيعٌ مِّنْ سَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَتْمَهُ
أُمِّي عَابَهُ هُوَ أَعْمٌ مِنَ السَّبِّ
فَإِنْ مَنْ قَالَ فَلَانَ أَعْلَمُ
مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَدْ عَابَهُ وَنَقَصَهُ وَإِنْ لَمْ
يَسْبَهُ (فَهُوَ سَابٌ وَالْحُكْمُ
فِيهِ حُكْمُ السَّابِّ) مِنْ غَيْرِ
فَرُقِيَ بَيْنَهُمَا (نَسْتَنِي مِنْهُ)
(فَصَلَّى) أُمِّي صُورَةٌ رَوَّاحَا
نَسْتَرِي، فِيهِ تَصْرِيحًا كَانَ أَوْ

تَلْوِيحًا وَهَذَا كَلِمَةُ اِجْمَاعٍ
مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْإِمَّةِ الْقُتُوبِ
مِنَ نَدْوَانِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ إِلَى هَلَمَّ
جِرًا : اِهْمُتَّصِرًا .

کوئی فرق نہیں نہ ہم اس سے کسی
صورت کا استثنا کریں، نہ اس میں
شک و تردد کو راہ دیں۔ صاف
صاف کہا ہوا کہنا یہ ہے۔ ان سب
احکام پر تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا
اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔

نَسَّئِلُ اللّٰهُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ الْخَوْفِ بَعْدَ الْكُوفْرِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِ
الْمُرْسَلِينَ . وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے اس سوال کے درود پر ایک بیسوط کتاب
بحر عباب منقسم بہ چار باب مسمیٰ بہ نام تاریخی مالی الحبیب ۱۳۱۸ھ معلوم
الغیب کی طرح ڈالی۔ باب اول نصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس خبریلہ کہ
ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔

باب دوم، نصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلال قرآن و حدیث
واقوال ائمہ قدیم و حدیث۔

باب سوم : عموم و خصوص کہ احاطہ علوم محمدیہ میں تحریر محل نزاع کرے
باب چہارم : قطع اللصوص، یعنی اس مسئلے میں تمام مہملات نجدیہ

و زید کہن کی سرنگنی و تکبر شکنی، مگر فصوص و نصوص کے ہجوم و دفور نے
 ظاہر کر دیا، کہ اطالت تا حد ملالت متوقع، لہذا باذن اللہ تعالیٰ نفع عامہ کے لئے
 اس بحرِ ذخار سے ایک گوہر شہوار لامع الانوار گوہر خزان الاسرار سے درمختار
 مستی بہ نام تاریخی اللؤلؤ والسکون فی علم البشیر ۱۳۱۸ھ ما کان و ما
 یكون چن لیا، جس نے جمع و تلیق کے عوض نفع و تحقیق کی طرف بجد اللہ زیاد
 رخ کیا۔ اس کے ایک ایک نور نے نور السموت والارض جل جلالہ کے عون
 سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلماتِ باطلہ کا نور ہوتی نظر آئیں۔

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لمعات سے ایک مختصر شعثہ اور بلحاظ
 تاریخ بنام اسرار المصطفیٰ بحال سر و خفی اسمی ہے۔ اس کے تمام اشارات
 خفیہ کا بیان مفصل اسی پر محول ذمی علم ماہر تو ان ہی چند حروف و اشارات اللہ
 تعالیٰ سب خرافات و جزافات مخالفین کو کفر چٹانی کر سکتا ہے مگر جو
 صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہ تعالیٰ رسائل مذکورہ کے
 لالی متلائی سے بہرہ ور ہوں۔ حضرات مخالفین سے بھی گزارش ہے کہ
 کہ اگر توفیق الہی مساعدت کرے، یہی حروف مختصر ہدایت کرے تو ازیں
 چہ بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہی فہم و غلبہ وہم زقلت تدرب و شدت تعصب
 اپنی تمام جہالاتِ فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں، تو
 اسی مہر جہاں تاب کا انتظار کریں، جو بہ عنایت الہی و اعانت رسالت
 پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کر دے گا۔
 ان کا ہر کاسہ سوال آب زلال رڈ و ابطال سے بھر دے گا۔

أَلَا إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ وَمَا
تُوفِّقُنِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ
کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کچھ ہدایت کا رنگ
دکھائے، اور جب صبح ہدایت افق سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے
کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کہا افسانہ تھا
معہ ہذا طائفہ ارانب و الثعالب کو یہی مناسب کہ جب شیر زیاں کو
چہل قدمی کرتا دیکھ لیں سامنے سے ٹل جائیں۔ اپنے اپنے سوراخوں میں
جان چھپائیں۔ نہ یہ کہ اس وقت اس کے خرام نرم پر غرہ ہو کر آیں۔ اس کی
آتش غضب کو بھڑکائیں۔ اپنی موت اپنے منہ بلائیں۔ ہ
نصیحت گوش کن جانماں کہ از جاں دور تر خواہند

شغالان ہر میت مند خشم شیر ہمارا
أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلِسَائِرِ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالصَّلَوَاتِ الزَّكِيَّاتِ
وَالنَّبِيِّاتِ النَّامِيَّاتِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ
الْمَغِيَّبَاتِ مَطْهَرِ الْخَفِيَّاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
الْأَكْبَارِ مِنَ السَّادَاتِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ تَعَالَى

۱۲ یہودہ گوئی

أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلٌّ مَجْدُهُ وَأَتَمُّ وَأَحْكَمُ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بِمُحَمَّدِ بْنِ السَّيِّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کتاب ماخذ

نام مصنف	نام کتاب
امام محمد بن اسمعیل بخاریؒ	(۱) بخاری شریف
مسلم بن حجاجؒ	(۲) مسلم شریف
رشید احمد گنگوہیؒ	(۳) براہین قاطعہ
ابو عیسیٰؒ	(۴) ترمذی
شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	(۵) اشعۃ اللمعات
ابن سعد	(۶) طبقات ابن سعد
احمد بن حنبلؒ	(۷) مسند احمد
طبرانیؒ	(۸) طبرانی
خفاجیؒ	(۹) نسیم الریاض
امام احمد قسطلانیؒ	(۱۰) مواہب اللدنیہ
ابو نعیم	(۱۱) حلیہ
	(۱۲) ضیاء فختارہ
	(۱۳) تیسیر
ابن الحاج مکیؒ	(۱۴) مدخل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 ملا علی قاری
 ابن حجر مکی

(۱۵) مدارج النبوة
 (۱۶) زبدۃ شرح برودۃ
 (۱۷) فتاویٰ حدیثیہ



تضمین نائل و کھنی

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ
 صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ
 تراسن ازل سے ہے چلیبلا
 ز صفت میں آکے ہوا حبلا
 نخل مہیم صورت بو اڑا
 تو اُخس ہوا تو اُخس ہوا

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ
 صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ
 تو بنسبے شام سے کیوں ذلہن
 کھلا رنگ منہ میں پسین چسپن
 ذرا اور تن ، ذرا اور تن
 تو سنامے اُن کو یہی سخن

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ
 صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ
 ہوا محو خواب جو وہ تسر
 کہ براق لائے زمین پر

بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ
 حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ
 تری ذات پاک ہے مصطفیٰ
 نہ تو ذات بخت میں چھپ سکا
 کھلا رنگ منہ پہ جو اسم کا
 تری لامکاں میں بندھی ہوا

بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ
 حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ
 یہ بتا مجھے فلک کہن
 کہ زمیں بھی کہتی ہے جان من
 تری چال میں بھی ہے بانگین
 ترے گھر جو آئیں شہر من

بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ
 حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ
 شب وصل وصل سے باخبر
 اڑے جب بریلی بزور پر

گئے خواب گاہ میں جھکانے سر
یوں کہا فرشتے نے جھوم کر

كَتَفَ الذُّجَى بِعَمَالِهِ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

جسے بے پنے تھا سرورِ مَل

وہ اڑا بصورتِ بُوئے کُل

تو فلک پہ بننے لگے دُہل

تھا ہٹو بڑھو کے عوض یہ غل

كَتَفَ الذُّجَى بِعَمَالِهِ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

نکل آئیں عواریں برہنہ سر

لگیں ڈھونڈنے وہ ادھر ادھر

تو عجب طرح کا ہوا اثر

کہا گرتے گرتے پیکار کر

كَتَفَ الذُّجَى بِعَمَالِهِ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

وہ ادا کر جس میں نیا مزا

وہ کر چہرہ جس پہ خدا فدا

ہیں قاتل اس کے سب اولیاء

لب ہر نبی نے حُبِ اَبْدَا

اُسے چھوڑ کر وہ قریب در

اٹھے نیند سے جو شہِ بشر

بَلَغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَاتٍ جَمِيعٍ خِصَالِهِ

وہ براق جس پہ پڑی تھی بل

چڑھے اُس کے اس پہ شہِ رُسل

کیا طے جو اس نے ہوا کابل

تھے حبلو میں شر کے فرشتے کُل

بَلَغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَاتٍ جَمِيعٍ خِصَالِهِ

کھلے مثل چشمِ جناں کے در

سروِ پیا کی کچھ نہ رہی خمبہ

رُخِ پاک پہ جو پڑی نظر

وہ گریں پھڑکے دل و جگر

بَلَغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَاتٍ جَمِيعٍ خِصَالِهِ

وہ نگاہ جس میں نئی ادا

وہ مزا کہ جو ہے کرشمہ زَا

ہیں شہید اس کے سب انبیاء

اُسے دیکھتے ہی یہ غل کیا

بَلَّغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ

گئے سدرہ تک جو شہ نام

گئے جب ریل وہیں پہ تھم

چلا مسکرا کے وہ ذی بسم

لیا عرش پر بھی نہ اُس نے دم

بَلَّغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ

ہوئے جبکہ دانش لاماں

جو گئے قریب شہ زماں

یہ مثال ٹھیک نہیں یہاں

نہ دوئی نہاں ، نہ کوئی دہاں

بَلَّغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ

یہ عجیب شب ہے عجب سماں

مرے درے تا دور لاماں

ہیں فلک پہ سعدی نکتہ داں

کئی پردے گرچہ ہیں دریاں

بَلَّغَ الْعِلْمَ بِكَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

صَلَّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

مع حبا و دید یہ چشم

کہ ادب سے بڑھ نہ سکے قدم

تھا عروج نور کا دمبدم

کہا عرشوں نے یہ تب بہم

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

صَلَّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

نظر آیا حقائق کن فکاں

ہوا وصل صورت جسم و جاں

کہ ہے جسم و جاں میں دوئی نہاں

کہ ہے لاشرکیت نہاں

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

صَلَّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

کہ ہے شاد خالق انس و جاں

کن مجلسیں ہیں یہاں دہاں

سب زمیں پہ مائل خوش بیاں

وہ پڑھیں دہاں، میں پڑھوں یہاں

كشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

صَلَّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ



